الاستفتاء

مولانا عزیز زبیدی
مولانا برق التوحیدی

ہائے تین طلاق

ایک ہی مجلس میں غصے کی تین طلاقوں کو غلط استعمال نہ کیجیے

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ:

ایک دن ایک شخص کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوگیا۔ اور اس نے طیش میں آکر بیوی سے کہہ دیا کہ تجھے تین طلاق —— بیوی بھی طیش میں تھی، اس نے سر پہ چُنری لی اور میکے چل دی —— شام ہوئی تو دونوں پچھتائے۔ جب ایک حنفی عالم دین کی طرف رجوع کیا تو اُس نے کہا کہ طلاق واقع ہوگئی۔ اب حلالہ کے بغیر پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوسکتی —— یہ بات سن کر وہ سکتہ میں رہ گئے تھے جب حلالہ کی تفصیل سُنی تو انھوں نے کہا کہ اس سے تو مر جانا بہتر ہے۔ اب یہ بات فرقہ وارانہ چپقلش کی صورت اختیار کر رہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ: قرآن و حدیث کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟

الجواب: (استفتاء کسی پڑھے لکھے سے لکھوا کر ارسال کیے جائیں اور وہ مختصر بھی ہونے چاہئیں)

جہاں تک کہ مسائل کو جبر و اکراہ کے ذریعے حل کرنے کا رجحان ہے۔ شرعی لحاظ سے بُرا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ کسی بھی مسلک میں بہ جبر مسئلہ منوانا جائز نہیں۔ یہ نادان دوست ہیں جو بدنام کر رہے ہیں۔ باقی رہی طلاق، سو وہ واقعی واقع ہوگئی ہے۔ مگر تین نہیں، ایک طلاق —— جس میں عدت کے اندر اندر بغیر جدید نکاح کے رجوع کیا جا سکتا ہے —— قرآنِ حکیم میں طلاق کے سلسلے کی جو تفصیل آئی ہے۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ (سورۂ بقرہ)	"طلاق دو بار ہے۔ اس کے بعد انسانیت کے ساتھ اسے رکھ لیا جائے یا خوش اسلوبی سے اُسے چھوڑ دیا جائے"

یعنی پہلی دو طلاقیں، قابلِ رجوع ہیں، تیسری طلاق ہمیشہ کے لیے رشتۂ زوجیت قطع کر دیتی ہے

اس لیے سوچ لیجئے!

حدیث میں اس قرآنی و شرعی طلاق کی تفصیل یہ آئی ہے کہ ان دوبار کی کیا شکل ہے، چنانچہ بخاری اور مسلم کے حوالہ سے مشکوٰۃ شریف میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایام حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالی، حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ ناراض ہوئے۔ پھر فرمایا کہ رجوع کر لے۔ اور اسے اپنے پاس رکھ پھر پاک ہو جائے، پھر حیض آجائے، پھر پاک ہو جائے تو اب سوچ لے۔ اسے پکی طلاق دینی ہے تو عورت کو اس عرصہ میں، چھوئے بغیر طلاق دے ڈالے۔ یہ وہ عدت کا مشروع طریقہ ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"انه طلق امرأة له وهي حائض فذكر عمر لرسول الله صلى الله عليه وسلم فتغيظ فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ليراجعها ثم يمسكها حتى تطهر ثم تحيض فتطهر فان بدا له ان يطلقها فليطلقها طاهرا قبل ان يمسها فتلك العدة التي امر الله ان تطلق بها النساء" متفق عليه۔

(مشکوٰۃ ص۲۸۳ باب الخلع والطلاق۔ فصل اول)

یعنی دوبار کے معنے ہیں: ایک ماہ میں، پاکی کے دنوں میں۔ ایک طلاق دی جائے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے ماہ کیا جائے۔

اب بات واضح ہو گئی کہ جو لوگ ایک ہی وقت میں تین طلاق دے ڈالتے ہیں، وہ شرعی طلاق نہیں ہو سکتی، حنفی طلاق کہلا سکتی ہے۔ جس صاحب نے، محمدی کلمہ پڑھا ہے، اس کے لیے تو دوسرا طریقہ صحیح نہیں ہے، ہاں جو دوست حنفی کلمہ پڑھتے ہیں اُن کو حق ہے جو چاہیں کریں۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے مبارک عہد میں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دو تین سالوں میں، ایک وقت کی تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے سیاسی وجوہ کی بنا پر تین کو تین ہی شمار کیا:

"عن ابن عباسؓ قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا في امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضاه عليهم"۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک دور اور حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دورِ خلافت میں جو طلاق کی بات تھی، دین اصل وہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض سیاسی اور انتظامی ضرورت کی بنا پر بعد میں جو کام کیا۔ وقتی طور پر تو ان کا ساتھ دینا ممکن ہے۔ لیکن دائمی سنت وہی رہے گی جو خود حضورؐ نے قائم فرمائی۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی یہ اقدام کر کے پچھتائے تھے۔ (اغاثۃ اللہفان)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں ایک شخص نے ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالی تھیں۔ حضورؐ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ: "میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلتے ہو؟" ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: "حضورؐ! اجازت ہو تو اسے قتل کر ڈالوں؟"

عن محمود بن لبید قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن رجل طلق امرأته ثلث تطليقات جميعا فقام غضبان ثم قال ايلعب بكتاب اللہ عزوجل وانا بين اظهركم حتى قام رجل فقال يا رسول اللہ الا اقتله" رواه النسائی۔

(مشکوٰۃ۔ ص ۲۸۴)

اب یہ آپ فیصلہ کریں کہ (۱) آپ پر حضورؐ غضبناک ہوں (۲) اور آپ سے فرمائیں کہ تم اللہ کے قرآن سے مخول کرتے ہو (۳) اور رسول پاکؐ کا کوئی صالح آدمی آپ کو قتل کے قابل تصور کرے یا آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان باتوں سے بچائے۔

ویسے بھی آپ غور فرمائیں کہ: اگر ایک وقت میں تین طلاقیں، تین ہی بن سکتیں تو یہ کام صرف "طلاق" کہہ دینے سے بھی پورا ہو سکتا تھا۔ پھر تین کا حکم کیوں دیا؟ تین ماہ میں تین طلاقیں دینے میں یہ حکمت ہے کہ اس لمبے عرصہ میں وقتی غصہ جاتا رہتا ہے۔ عارضی نفرت دور ہو سکتی ہے۔ اس لیے صبح کا بھولا شام کو واپس گھر آجاتے تو اسے کوئی بھی بھولا ہوا نہیں کہتا۔ مگر ایک ہی وقت میں تین طلاق کہہ دینے سے یہ رعایت جاتی رہتی ہے اور انسان پھنس کر اپنا گھر ویران کر بیٹھتا ہے۔ جیسا کہ ہو رہا ہے اور جیسے حنفی علماء کرام مزید دو آتشہ کر کے بھولے عوام کے گھروں کو پھونک رہے ہیں۔ خدا ہوش دے۔ باقی رہا حلالہ کا مروجہ طریقہ۔ تو یہ شرعی حلالہ نہیں، حنفی حلالہ ہے۔ جسے آپ حنفی متعہ کہہ سکتے ہیں۔ غیرت نہ رہے تو اور بات ہے، ورنہ باعزت شخص حلالہ کی اس دکان سے استفادہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ اگر یہ دونوں میرے ہاتھ لگ گئے تو میں دونوں کو سنگسار کر دوں گا۔ یعنی حلالہ کرنے اور کرانے والا۔

آپ حنفی علماء سے دریافت کریں، جو مروجہ حلالہ کے ذریعے لوگوں کی مطلقہ بیویوں کو رات کٹی کے حوالے کررہے ہیں کہ شیعہ دوستوں کے متعہ اور حنفی بزرگوں کے حلالہ میں کتنا فرق رہ جاتا ہے۔ کیا شیعہ متعہ وقتی معاہدہ کا حاصل نہیں ہوتا اور آپ کا مروجہ حلالہ بھی نجی سطح پر وقتی معاہدہ کی بات نہیں بن جاتی؟

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

(عزیز زبیدی)

۲

کیا فرمائیں گے علمائے دینِ متین، اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ چترال کے علاوہ گلگت، کراچی اور دیگر علاقوں میں اسمٰعیلی (آغا خانی) فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کافی تعداد آباد ہے۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں مگر اُن کے عقائد و نظریات مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ **کلمہ**:- اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله واشهد ان امیر المؤمنین علیًا ولی الله۔

۲۔ **امام**: یہ لوگ آغا خان کو اپنا امام مانتے ہیں۔ اور اسی کو جملہ اشیاء اور ہر نیک و بد کا مالک جانتے ہیں۔ اور اس کے اقوال و احکامات کو فرمان کا نام دیتے ہیں۔ اور اُس کے فرمان ماننے کو سب سے بڑا فرض سمجھتے ہیں۔

۳۔ **شریعت**: ظاہری شرع کی پابندی نہیں کرتے بلکہ آغا خان کو قرآنِ ناطق کعبہ، بیت المعمور اور سب کچھ جانتے ہیں ان کی کتابوں میں ہے کہ اس ظاہری قرآن میں جہاں کہیں "اللہ" کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد امام زمان (آغا خان) ہے۔

۴۔ نمازِ پنجگانہ کے منکر ہیں۔ ان کی بجائے تین وقت کی دعاؤں کے قائل ہیں۔

۵۔ **مسجد**: مسجد کے بجائے جماعت خانہ کے نام سے اپنے لیے مخصوص عبادت خانہ بناتے ہیں۔

۶۔ **زکوٰۃ**: شرعی زکوٰۃ کو نہیں مانتے اس کے بجائے اپنے ہر قسم کے مال کا دسواں حصہ مال واجبات اور "دشوندہ" کے نام سے آغا خان کے نام پر دیتے ہیں۔

۷۔ **روزہ**: رمضان المبارک کے روزہ کے منکر ہیں۔